"عقاید جامی اُس کی شرحیں اور تراجم"

از
جناب محمد سخاوت مرزا صاحب بی۔ اے ایل ایل بی (عثمانیہ)

قدوۃ المحققین مولانا نور الدین عبد الرحمٰن جامی قدس سرہٗ (المتوفی ۸۹۸ھ)۔ نویں صدی ہجری کے نہ صرف ایک زبردست شاعر و ادیب بلکہ محقق صوفی گزرے ہیں جو محتاج تعارف نہیں حضرت موصوف کی تصانیف کے متعلق اختلاف آراء ہے پاپولر انسائیکلوپیڈیا میں آپ کی تصنیفات کی تعداد ننانوے ۹۹ درج کی گئی ہے، ما آر تبہ ناٹ کہتا ہے کہ ان کی تعداد ۴۰ تا ۵۰ ہے۔ تذکرہ علی قلی خاں داغستانی میں لفظ جامی کے اعداد کے برابر ۵۴ بیان کی گئی ہے۔ مگر عام تذکروں میں تصنیفات کی تعداد لفظ "جام" کے لحاظ سے ۴۴ ہے۔ جس کی تفصیل مولانا اسلم جیراج پوری نے اپنی تالیف حیاتِ جامیؒ میں دی ہے۔ مگر عقاید جامی کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ جو عقاید نامہ یا اعتقاد نامہ یا عقاید جامی کے نام سے مشہور ہے۔ اور یورپی مستشرقین نے اس کو جامی سے منسوب کیا ہے اور یہ شبہ ظاہر کیا ہے۔ کہ یہ کتاب حضرت جامیؒ کی تصنیفات میں پائی نہیں جاتی۔

انڈیا آفس میں عقاید جامی کے تین نسخے ع ۱۳۸۱ پر درج ہیں۔ (فہرست کتاب خانہ انڈیا آفس مرتبہ ہرمن ایتھے جلد ع ۱) فاضل مرتب ہرمن اتیھے نے عقاید جامی کو ایک مستقل تصنیف قرار دیا ہے اور یہ لکھا ہے:۔

"عقاید جامی ایک مختصر مثنوی صوفیانہ مصنفہ مولانا جامی ہے جس کا"

"دوسرا نام اعتقاد نامہ بھی ہے، اس کا ابتدائی شعر یہ ہے" بعد حمد خدا و نعت رسول الخ

مسٹر ریو (Rieu) برٹش میوزیم کے نسخوں کے متعلق فرماتے ہیں کہ:۔

"یہ جامی کی عام منظومات میں پائی نہیں جاتی" (ترجمہ)

لہ حیاتِ جامی مطبوعہ ۔ ۲ فہرست مخطوطات فارسی انڈیا آفس مطبوعہ آصفیہ ۔ ۳ فہرست مخطوطات فارسی مرتبہ ریو

"It is not Found in the Usual
Collections of Jamis prose works"

برٹش میوزیم میں اس کے چار نسخے ہیں :—

(۱) پہلا نسخہ ۸۳ مکتوبہ ۸ ذی الحجہ ۱۱۴۳ھ / ۱۴ جون ۱۷۳۱ء۔

(۲) دوسرا نسخہ ۱۶۲ دو صفحات تقطیع ۳/۴ ۴" × ۱/۲ ۷" خط شکستہ سنہ کتابت ندارد ناقص۔

(۳) تیسرا نسخہ ۱۳۸۲ مکتوبہ ۵ شوال ۱۲۰۹ھ ۲۵ اپریل ۱۷۹۵ء۔

(۴) چوتھا نسخہ ۱۳۴۵ از صفحات ۴۵ تا ۵۵ تقطیع ۳/۴ ۴" × ۱/۴ ۷" سنہ کتابت ندارد۔

ضمیمہ فہرست برٹش میوزیم میں ایک پانچواں نسخہ بھی ہے جو ۱۶۸۱۹ کے مجموعہ میں محفوظ ہے۔ اور یہ لکھا ہے۔ اعتقاد نامہ (عقاید اسلامیہ منظوم۔ اور ڈاکٹر اسپرنگر کے حوالہ سے یہ بیان کیا ہے کہ یہ غالباً مولانا جامیؒ کی ہے۔ دیکھو ببلیو تھیکا اسپرنگر (۳ — ۵۹۱) —

نسخہ جات عقاید جامی مخزونہ کتب خانہ آصفیہ :— (۱) ۵۰۱ فن کلام فارسی میں اور دوسرا نسخہ ۳۵ مشمولہ ۷۴ رسالہ تکمیل الایمان مولانا عبدالحق محدث دہلویؒ کے ساتھ شیرازہ بند ہے جس کا سنہ کتابت ۱۱۴۱ھ ہے اور یہ نسخہ برٹش میوزیم کے نسخہ سے قدیم ہے۔

نسخہ ادبیات عقاید نامہ فارسی :— عقاید نامہ مولانا عبدالرحمٰن جامی مکتوبہ غرہ رجب ۱۲۷۱ھ ناقص الاول۔ ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد ۸۱۴۔

کتاب زیر بحث طبع بھی ہو چکی ہے۔ جس کا ایک مطبوعہ نسخہ ۱۲۸۷ھ / ۱۸۷۱ء مطبوعہ مطبع حیدری بمبئی احقر کے پاس ہے دوسرا نسخہ مطبع انوری ۱۳۱۰ھ (مدراس ؟) (۲۳۹ کتب خانہ سعیدیہ حیدرآباد دکن میں محفوظ ہے) اب سوال یہ ہے کہ آیا یہ حضرت جامیؒ کی کوئی علیحدہ مستقل تصنیف ہے یا درحقیقت یہ کوئی علیحدہ تصنیف نہیں بلکہ مولانا جامیؒ کی مستقل تصنیف سلسلۃ الذہب کا ایک حصہ ہے۔ جس کو ہمارے علماء اور صوفیاء کرام نے کارآمد اور مفید سمجھ کر کتابی شکل میں علیحدہ کر لیا اور

یہ علوم درسیہ اسلامیہ میں شامل تھی، اس لحاظ سے چارلس ریو، ہرمن ایتھے، اور ڈاکٹر اسپرنگر کی صاف اور واضح طور پر تردید ہو جاتی ہے کہ عقاید جامی "غالباً جامی کی تصنیف ہے یا جامی سے منسوب ہے" اس غلط فہمی کا ایک سبب تو سلسلۃ الذہب کا شاید عدم مطالعہ ہے یا سہو نظری دوسرے یہ کہ عقاید جامی کے علیحدہ نسخوں میں وہ تمہید نہیں ملتی جو سلسلۃ الذہب میں موجود ہے جس کو ہم احتیاطاً درج ذیل کرتے ہیں:

عنوان "رجوع بانچہ پیش ازیں اشارتے باں رفتہ بود"

پیش ازیں ذکر قاصد و نامہ　　زد بلوحِ بیاں رقم خامہ
نامۂ بود بس عظیم الشان　　قرۃ العین خواجہ مرسل آں
حاصل نامہ آنکہ می باید　　چند بیتے رواں بنظم آید
در بیانِ عقایدِ اسلام　　کافی اندر بیان آں و تمام
آں عقاید کہ ضبطش آساں است　　وندراں خاص و عام یکسانست
ہر کہ ہست اہلِ سنت و دیدار　　باشد اورا ز حفظ آں ناچار
اینک آنرا ہمی کنم املا　　مستعینا بربنا الاعلیٰ

عقاید جامی کی ابتدا حمد سے ہوتی ہے ؎

بعد حمدِ خدا و نعتِ رسول　　بشنو ایں نکتہ را بسمع قبول الخ

اور خاتمہ ؎

نعمتِ آں بود بروں ز شمار　　برتر از جملہ دیدار
کہ بہ بیند خدائے را بہ بصر　　چوں شب چار دہ مہ انور

عقاید نامہ یا اعتقاد نامہ کے اختتام کے بعد حضرت جامیؒ نے سالک کو عشق حقیقی کی طرف رہنمائی فرمائی ہے چنانچہ سلسلۃ الذہب میں فرماتے ہیں:-

گفتار در ختم دفتر اول از کتاب سلسلۃ الذہب و رفتن بسوئے انچہ تقریب باں رسیدہ بود وز املائے سخنِ عشق بدفتر دیگر" الخ ؎

چوں شد ایں اعتقاد نامہ درست ۰ باز کردم بکار و بار نخست
کارِ من عشق و بارِ من عشق است حاصلِ روزگارِ من عشق است

جس سے یہ صاف واضح ہو جاتا ہے کہ عقاید جامی مولانا جامی کی تصنیف سلسلۃ الذہب کا ایک جزو ہے۔ اور اس میں تقریباً وہی مسائل ہیں جو عام طور پر عقاید کی مشہور کتابوں مثلاً عقاید نسفی، عقاید تفتازانی، فقہ اکبر، امام اعظم کوفیؒ، تکمیل الایمان شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ وغیرہ میں ہیں۔ اول الذکر تین کتابوں کی مکمل شرحیں بھی لکھی گئی ہیں۔ مگر ان میں محض متکلمین کا نقطۂ نظر ملحوظ ہے۔ اس لئے عقاید صوفیہ میں جو کتابیں مدون ہوئی ہیں وہ نہ صرف عقاید اسلام بلکہ حقایق و دقایق اور معارف پر مشتمل ہیں۔

جنوبی ہند کے عقاید ناموں پر ایک سرسری نظر	(۱) استقامۃ الشریعت بطریق الحقیقت، سید محمد حسینی گیسو درازؒ تصنیف ۷۹۲ھ

(۲) عقاید بندہ نوازؒ (سید محمد حسینی گیسو دراز اشرفی ۸۲۵ھ)۔

(۳) شرح فقہ اکبر فارسی (سید محمد حسینی گیسو دراز اشرفی ۸۲۵ھ)۔

(۴) فتوح العقاید، شیخ فتح محمد برہانپوری المتوفی ( )

(۵) عقاید حسینی، علامہ محمد حسین شہید، الملقب بہ امام المدرسین، مدرسہ محمود گاواں، بیدر المتوفی ۱۱۰۰ھ۔

(۶) عقاید صوفیہ مؤلفہ شیخ عبد الحق مخدوم ساوی بیجاپوری المتوفی ۱۱۶۵ھ۔

(۷) میزان العقاید، مولانا ابو الحسن قربی ویلوری، المتوفی ۱۱۸۳ھ۔

(۸) عقاید نامہ از علامہ محمد باقر آگاہ المتوفی ۱۲۲۰ھ - (مدراسی) (عقاید جامی پر مبنی ہے)

(۹) شرح عقاید جامی الموسوم بہ خلاصۃ البیان مؤلفہ علامہ محمد غوث المخاطب بہ شرف الملک مدراسی و مولوی عبد الوہاب المخاطب بہ مدار الامرا، تالیف ۱۲۶۶ھ (مطبوعہ ۱۲۷۱ھ - مدراس)

(۱۰) عقاید الاسلام (اردو) - مؤلفہ عبد الجلیل، منظوم۔ (اس کا ماخذ عقاید جامی ہے۔)

(۱۱) عقاید مصنفہ مولانا ابراہیم بن محمد، مکتوبہ سید شاہ محمد قادری حسنی الحسینی ۱۲۵۶ھ

بمقام چنیاپٹن مدراس۔ بعہد نیابت عظیم جاہ۔ بزمانہ طفولیت نواب غلام غوث خاں اعظم جو غالباً نواب اعظم کے لیئے تالیف کی گئی تھی ۔

(۱۲) عقاید الاسلام مؤلفہ مولانا ابو محمد عبدالحق دہلوی صاحب تفسیر حقانی، (بعہد نواب میر محبوب علی خاں آصف جاہ ششم)

(۱۳) شرح عقاید جامیؒ (فارسی) منسوب بہ شیخ عبدالحق مخدوم ساوی (متوفی ۱۱۶۵ھ) دیؤلفہ شیخ جمال محمدؒ۔ (مدراسی ؟) شیخ صاحب مخدوم ساویؒ کے غالباً مریدین میں سے تھے۔ مخدوم صاحبؒ کا ایک طویل مکتوب بنام جمال محمدؒ، ایک رسالہ کی شکل میں محفوظ ہے۔ بہر حال شرح مذکور شریعت و طریقت و حقیقت اور علم کلام میں نہایت مدلل، جامع اور ضخیم ہے۔

(۱۴) ایک کتاب شیعہ عقاید میں الموسوم بہ "صراط مستقیم فی دین قویم" سلطان ابراہیم قطب شاہ (۹۵۷ھ تا ۹۸۸ھ) سے منسوب کی گئی ہے۔ مرتبین فہرست کتب خانہ سالار جنگ بہادر حیدرآباد نے تصنیف وجہی گولکنڈوی لکھا ہے۔ مگر ہماری رائے میں مشتبہ ہے۔ اس میں فرقہ ناجیہ، اور امامت، پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔

عقاید نامہ جامیؒ گو مختصر ہے مگر عقاید اسلام کے معرکۃ الآرا مسایل پر مبنی ہے۔ اور معنوی طور پر بہت سے اس میں ایسے اہم مسایل مضمر ہیں جو علم کلام اور عقاید صوفیہ میں مشترک ہیں جس کی ترجمانی اور شرح کوئی محقق صوفی ہی کر سکتا ہے جو علوم ظاہری و باطنی کا جامع ہو۔

عقاید جامیؒ کے اردو ترجمے بھی ہوئے ہیں۔ جن کا مختصر طور پر ذکر نا مناسب نہ ہوگا:۔

(۱) ترجمہ اردو عقاید جامیؒ از احمد علی میسوری، (دیکھو تذکرہ یادگار ضیغم تالیف ۱۳۰۲ھ مطبوعہ) مگر نظر سے نہیں گزری۔

(۲) ترجمہ اردو عقاید جامیؒ، (کتب خانہ انجمن ترقی اردو علی گڈھ) نام مترجم و کاتب و سنہ ندارد۔

(۳) حمایت الاسلام ترجمہ عقاید جامیؒ ہ اہم ہے، مترجمہ مظفر الدین معلیٰ حیدرآبادی، بایماء نواب فضیلت جنگ، (مولوی حافظ انوار اللہ خاں بہادر، مرحوم) برائے تعلیم نواب اعظم جاہ

حمایت علی خاں بہادر ولی عہد آصف جاہ سابع مطبوعہ ۱۳۳۲ھ ۔ جو بہت مقبول ہوا اور اس کے تین اڈیشن چھپے اور شائع ہوئے اور محکمۂ امور مذہبی حیدرآباد نے نہ صرف طلباء بلکہ اہل خدمات شرعیہ کے لئے کئی سو جلدیں خریدیں ۔ بڑا اچھا ترجمہ ہے بیش قیمت ۔ حاشیہ بھی مدلل بحوالہ احادیث و آیات قرآنی لکھا ہے ۔

ابتدا :-

حمدِ حق نعت نبی کے بعد مومن جان لے — اس نصیحت کو مری دل سے یقیناً مان لے

وجہ تالیف :-

یادگارِ میمنت تعلیم کے آغاز پر — اس رسالہ کا ہوا ہے ترجمہ بھی پُر اثر

نام شہزادے سے ہے موسوم یہ جو نیک نام — ہے حمایت نامۂ ایماں مقرر اس کا نام

ترجمہ منظوم جو میں نے یہ اُردو میں کیا — فیض ہے بس حضرت جامیؒ کی روحِ پاک کا

سنہ تالیف :-

کی جو فکرِ سال میں نے اے معلیٰ نیک پے — کہہ دیا دل نے تمامی ترجمہ مقبول ہے

۱۳۳۲ھ

خاتمہ :-

نعمتِ دیدارِ خالق نعمتِ عظمیٰ ہے بس — ختم ہے اس پر سخن اللہ بس باقی ہوس

عقاید جامی کی فارسی شرحیں (۱) شرح عقاید جامیؒ الموسوم بہ خلاصۃ البیان ، مشرحہ علامہ محمد غوث المخاطب بہ شرف الملک بہادر (مدراسی) ۔ جس کا تکملہ نواب مدار الامراء رئیس ارکاٹ نے کیا ۔ "جلا بخش گوہر ایمان" تاریخی مادہ ہے جو ۱۲۷۶ھ میں مطبع شرقیہ میں طبع اور شائع ہوئی ۔
۱۲۰۹ھ

(۲) شرح عقاید جامیؒ از مولانا نور الدین سیال کوٹی ، جو میری نظر سے نہیں گزری ۔

(۳) شرح عقاید جامیؒ منسوب بہ شیخ عبدالحق ساوی بیجاپوری المتوفی ۱۱۶۵ھ المعروف بہ دستگیر صاحب ساوی مدفن مدراس جو ایک بڑے محقق صوفی تھے ، جن کے معرکۃ الآرا مباحثے مسائلِ تصوف

میں، بمقام دہلی، فتح خاں المعروف بہ فتی خاں، معتقد حضرت شاہ رسول نماؒ سے نیز ایک عالم مولوی عزت اللہ سے بنگال میں ہوا تھا۔ مگر ہمارا خیال ہے کہ غالباً یہ شرح آپ کے ایک مرید شیخ جمال محمدؒ کی لکھی ہوئی ہے جنھوں نے اسی میں اپنی تالیفات میزان التوحید اور بزم توحید کے حوالے دئیے ہیں۔

میزان التوحید مطبع برہانی حیدرآباد میں چھپ چکی ہے اور یہ بھی مخدوم ساوی ؒ سے منسوب ہے۔ محققانہ اور مدلل مختصر وجامع رسالہ ہے۔ جس کو حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے اپنے خاص مرید شیخ نورالدین کو گلبرگہ میں لفظ بہ لفظ پڑھایا تھا۔ (محبت نامہ)۔ اور شریعت پر استقامت کے لئے خاص زور دیا ہے۔ اور اپنے ملفوظات میں فرمایا ہے کہ لوگ حقیقت پر زیادہ زور دیتے ہیں۔ میرا قول یہ ہے "الشریعۃ افضل من الحقیقۃ" اور یہ استدلال کیا ہے کہ میں نے جوگیوں اور سنیاسیوں سے بھی حقیقت کے باریک نکات سنے ہیں، مگر اُس کو شریعت کا پاس و لحاظ کہاں، گویا صمٌ بکمٌ ہیں، یہی حال اُن سچے صوفیاء کا تصور کرنا چاہیئے جو شریعت کو نظرانداز کر دیتے ہیں ——— جس سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ ویدانت اور عقیدہ فلاطون اور اسلامی وحدۃ الوجود میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

میزان التوحید میں اسی مصنف نے اپنا نام قصداً ظاہر نہیں کیا ہے اور وجہ یہ بیان کی ہے کہ "ایں فقیر اظہار نام خود دریں رسالہ نمودہ بنا برانست کہ اکثر مردم از کسے سخن شنوند نظر بر چہ می گوید نداشتہ بر کہ می گوید می بینند الخ"۔

بہرحال اس شرح کی تدوین کا زمانہ وسط بارہویں صدی یا ربع سوم بارھویں صدی ہجری ہے اور یہ کتاب علاقہ مدراس کے محققین صوفیاء کی اہم تالیفات سے ہے۔

مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ نے سوانح مولانا حکیم سید برکات احمد ٹونکیؒ کے ضمن میں اشارہ کیا ہے کہ حکیم صاحب مغفور، ایسی کتابیں فراہم کر کے ٹونک لے گئے تھے۔

شرح عقاید جامیؒ زیر بحث کے نسخے:-

(۱) شرح عقاید جامی، مکتوبہ ۱۲۶۹ھ۔ کاتب سید عبداللہ نانڈیڑی از اولاد شیخ محمد ملتانی بیدری۔ ابتدائی چند ورق ندارد (مخطوطہ کتب خانہ آصفیہ)

(۲) شرح عقاید جامی مکتوبہ ۱۲۹۵ھ کاتب سید وزیر علی حیدر آباد دکن (کتب خانہ آصفیہ)

(۳) شرح عقاید جامی مکتوبہ ۱۳۰۹ھ، جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن۔

(۳) شرح عقاید جامی مکتوبہ ۱۳۱۰ھ نام کاتب ندارد، عہد آصف جاہ ششم (کتب خانہ احقر)

(۴) شرح عقاید جامی الموسوم بہ مُخ العقاید، مکتوبہ ۱۳۱۷ھ۔ حسب ذیل عبارت۔

نقل من مسودۃ الاصل ۱۳۱۷ھ۔ بقلم سید خلیل۔

غالباً یہ وہی سید خلیل ہیں جو نواب خورشید جاہ کے استاد تھے۔ (مخطوطہ کتب خانہ مکرمی شیخ علاء الدین جُنیدی حیدر آباد دکن) مُخ العقاید وہی شرح زیر بحث رہی ہے۔

(۵) شرح عقاید جامی مکتوبہ ۱۳۳۷ھ۔ مکتوبہ قدوۃ العارفین شاہ کمال اللہ عرف مچھلی والے شاہ حیدر آبادی جس کی اصل عبارت تیمناً درج ذیل ہے:-

"مورخہ ۲۲ رماہ شعبان المعظم ۱۳۳۷ھ ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بقلم فقیر حقیر کمال اللہ شاہ چشتی القادری النقشبندی۔ برائے محب الفقراء والعلماء جامع صفدین شاہ احمد حسین چشتی القادری النقشبندی بمقام کاچی گوڑہ تحریر نمودہ دادہ شد۔ اللہ تعالیٰ از مطالعہ ایں شرح عقاید جامی رحمۃ اللہ علیہ شاہ احمد حسین چشتی القادری النقشبندی را بہرہ اندوز سازد و بمقام قربیت خود رساند آمین یا رب العالمین۔"

(۶) شرح عقاید جامیؒ، مکتوبہ ۱۳۵۱ھ کتب خانہ مولوی عبدالمجید مرحوم انجنیئر آرایش بلدہ حیدر آباد جو اب مولانا نوری شاہ صاحب کے پاس ہونا بیان کیا جاتا ہے۔

(۷) شرح عقاید جامیؒ سنہ کتابت درج نہیں۔ بظاہر مکتوبہ وسط چودھویں صدی (کتب خانہ آصفیہ ۲۴۵ع)

(۸) شرح عقاید جامیؒ سنہ کتابت درج نہیں ناقص الاول بخط نستعلیق معمولی (کتب خانہ آصفیہ ۲۴۳ع)

شمالی ہند اور یورپ کے کتب خانوں کی فہرستوں میں اس کا کوئی نسخہ نظر سے نہیں گزرا۔

ابواب عقاید جامی :۔

(۱) حمد۔
(۲) ایمان مجمل ۔
(۳) حق تعالیٰ کے واجب الوجود ہونے کا بیان
(۴) حق تعالیٰ کی یکتائی کا بیان
(۵) حق تعالیٰ کے اسمار جلالی وجمالی کا بیان جمالی
(۶) حیات باری کی صفت ۔
(۷) علم حق تعالیٰ کی صفت ۔
(۸) ارادت ومشیت حق تعالیٰ کی صفت ۔
(۹) قدرت حق تعالیٰ کی صفت ۔
(۱۰) سمع وبصر حق تعالیٰ کی صفت ۔
(۱۱) حق تعالیٰ کے کلام کا بیان ۔
(۱۲) خلق وتکوین وفرق رضا ۔
(۱۳) فرشتوں پر ایمان لانے کا بیان ۔
(۱۴) انبیاء علیہ السلام پر ایمان لانے کا بیان ۔
(۱۵) فضیلت رسول کریم صلعم ۔
(۱۶) بیان خاتم النبیین وختم نبوت ۔
(۱۷) شریعت محمدیؐ ناسخ ادیان ہے ۔
(۱۸) معراج آنحضرت صلعم ۔
(۱۹) معجزات وکرامات انبیاء واولیاء ۔
(۲۰) آسمانی کتب پر ایمان لانے کا
(۲۱) کلام الٰہی قدیم ہے
(۲۲) امت محمدی افضل ہے
(۲۳) اہل قبلہ کو کافر نہ کہو
(۲۴) سوال منکر ونکیر وعذاب قبر
(۲۵) نفخ صور وحشر ونشر
(۲۶) اعمال ناموں کا بیان
(۲۷) میزان
(۲۸) پل صراط
(۲۹) قیامت کے پانچ مواقف
(۳۰) کافر اور دوزخ
(۳۱) حوض کوثر
(۳۲) درجات بہشت ودیدار حق تعالیٰ

ابتدا:۔ بعد حمد خدا ونعت رسول بشنو ایں نکتہ را بسمع قبول

خاتمہ:۔ نعمت آں بود بروں زشمار برتر ازجملہ نعمت دیدار
کہ ببینند خدائے را بہ بصر چوں شب چاردہ مہ انور

وجہ تالیف شرح عقائد جامی " بدانکہ ایں اعتقاد مختصر را کہ از حضرت جامی قدس سرہ السامی مجملاً

منظوم بود بجہت تنبیہ خاص و عام خصوص محققانِ ناقص التحقیق زمان کہ از مسئلہ وحدت الوجود حقیقی و ہمہ اوست معنوی کہ من حیث الظہور است منکر اند و از غیریت حقیقی کہ فیما بین خلق و خالق من حیث الذات والصفات از ازل تا ابد است ناواقف و در مسئلہ جبر و قدر بالکل نامطلع، با دیگر فوائد دینی تصریح نمود، بتوضیحے کہ منکراں را در وحدت الوجود و ہمہ اوست معنوی من حیث الظہور انکار نماند، و قدمے بغیریت حقیقی عبد و رب من الازل الی الابد من حیث الذات حاصل آید، و از بس کہ جبر و قدر کما ینبغی مطلع شوند تا در منزل قبر و روز قیامت کہ سخت ترین روز ہا ست آسانی ہا رو نماید و دشواری ہائے پل صراط کہ دشوار تر از ہمہ دشواری ہا ست مرتفع گردد۔ بغور مطالعہ فرمائی و بامعانِ نظر ملاحظہ کنی، وگرنہ خسرانِ ابدی و زیان کاری سرمدی را آمادہ باشی و در قبر و قیامت بمواخذہ گرفتار آئی اعاذنا اللہ عن ذالک"

شارح نے زیادہ تر قرآن و احادیث سے استدلال کیا ہے۔ اور حسب ذیل مستند کتابوں سے مدد لی ہے مثلاً

(۱) فتوح الغیب، مصنفہ حضرت میراں شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی قدس سرہٗ (۲) فتاوی ابواللیث سمرقندی، (۳) فقہ اکبر، امام شافعی (۴) انسان کامل، مصنفہ شیخ عبدالکریم یمنی (۵) بحر المعانی (۶) اقوال شیخ اکبرؒ از فصوص الحکم و فتوحاتِ مکیہ (۷) تفسیر حضرت ابن عباسؓ (۸) کرامات اولیاء مؤلفہ شیخ عمر بن عثمان مکیؒ (۹) مثنوی مولانا رومؒ (۱۰) اقوال شیخ جنید بغدادی قدس سرہٗ۔

اپنی بعض تصنیفات کے حوالے دیئے ہیں مثلاً، بزم توحید، میزان التوحید، مدار المحققین، رسالہ تجدد امثال۔

رسائل ۱ و ۳ احقر کے پاس موجود ہیں، اور میزان التوحید مطبع برہانیہ حیدر آباد دکن میں چھپ گئی ہے اور کتب خانہ آصفیہ میں اس کے نسخے محفوظ ہیں۔

ہم یہاں بعض ابتدائی اور آخری اشعار کی توضیح نمونۃً پیش کرتے ہیں، جس سے طریقہ تفہیم اور استدلال پر روشنی پڑتی ہے:۔

مثلاً ہست ایمان بقول پیغمبر + علم شش چیز آنے نکو محضر کی طویل توضیح کا خلاصہ یہ ہے:-

علم کی دو قسمیں ہیں، ایک علمِ ایمانی، دوسرا علمِ عملی،

علمِ ایمانی یعنی علمِ عقاید، مثلاً آمنت باللہ و ملائکتہ وکتبہٖ ورسلہٖ الخ

منبع علمِ ایمانی کلمہ طیبہ ہے۔ جس میں علمِ کونین پوشیدہ ہے۔ اور علمِ کونین کے مدارج یہ ہیں:-

- (۱) درجہ جمع ۔ (۲) درجہ فرق ۔ (۳) درجہ جمع الجمع

(در وجود) (در ذات) (اثبات در اثبات)

علمِ عملی:- تزکیۂ نفس و تصفیۂ قلب ۔

توحید کے دو مدارج:- ۱- وحدۃ مقیدہ ۲- وحدت مطلقہ ۔ اور وحدت مقیدہ و مطلقہ کی توضیح کے متعلق مختصر و جامع الفاظ یہ ہیں:-

وحدت مقیدہ من حیث الصفات لا من حیث الذات، (نفی مثل) موجب انعدام مثل

وحدت مطلقہ من حیث الذات والصفات بود، (نفی غیر)، موجب انعدام وجود غیر،

گویا توحید کا ماحصل یہ ہے جو محققین صوفیاء کی تعلیم کا لب لباب ہے } "یک ذات باصفات خود موجود و ذات دیگر باصفات خود معدوم الخ.."

(نیز ملاحظہ ہو لطیفہ بست و ہفتم ۔ لطائف اشرفی مصنفہ میر اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھہ شریف) جس کی شرح مخدوم ساوی بیجاپوری نے "دلیلِ محکم" کے نام سے فرمائی ہے (آصفیہ)

خاتمہ:- دیدارِ حق تعالیٰ:-

نعمت آں بود بروں ز شمار برتر از جملہ نعمت دیدار

کہ ببیند خدائے را بہ بصر چوں شب چار دہ مہ انور

خواجہ سید محمد حسینی گیسو دراز المتوفی (۸۲۵ھ) نے اپنے رسالہ "رویتِ حق" میں عالمانہ بحث کی ہے غرض اس مؤلف نے بھی اس مسئلہ کی تشریح میں مدلل طور پر صفحہ کے صفحے رنگ دئے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے:-

اہل سنت جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ کو چشم سر سے دیکھنا ممکن ہے، یعنی حق تعالیٰ قادر ہے کہ خود کو چشم سر سے دکھلائے در جنت میں مومن حق تعالیٰ کو بے مقابلہ و بے جہت و مکان وغیر ذالک من الامادات الحدوث والنقصان دیکھیں گے۔

فرقہ معتزلہ اور شیعوں کا عقیدہ یہ ہے کہ چشم سر سے خدا کا دیدار ناممکن ہے یعنی وہ اس امر پر قادر نہیں کہ خود کو چشم سر سے دکھلا سکے، بلکہ ان کے پاس رویت حق کفر میں داخل ہے اسی کے آٹھ احتمالات کے متعلق اس طرح فرماتے ہیں:۔

"وتحقیق ایں مقدمہ این است کہ احتمالات جائزہ عقلیہ در باب رویت ہشت اند چہار ازاں در ممکن، و چہار ازاں در وقوع، اما در ممکن آنست کہ ممکن است در دنیا و آخرت، و ایں مذہب بعض اہل سنت جماعت است، یا ممتنع است در دنیا و آخرت، و ایں مذہب معتزلہ و شیعہ است و یا ممکن است در دنیا و در آخرت ممتنع است و ایں مذہب کسے نیست و یا در آخرت ممکن است یا ممتنع در دنیا و ایں مذہب اہل تسنن است الخ"

بقولہ تعالیٰ رب ارنی و لن ترانی پر بحث کر کے نتیجہ یہ نکالا ہے کہ:۔ رب ارنی دلیل صریح ہے کہ خود موسیٰ نے دیدار حق کی خواہش کی نہ ان کی قوم نے، اگر یہ جائز نہ ہوتی اور قوم کی تمنا ہوتی تو موسیٰ خود قوم کو منع فرماتے۔

لن ترانی کا مقصد اور استدلال یہ کہ دنیا میں خدا کو نہیں دیکھ سکتے، نہ یہ کہ آخرت میں بھی، حضرت موسیٰ کی خواہش اُس وقت صرف دنیا میں دیکھنے کی تھی جواب ملا کہ دنیا میں نہیں دیکھ سکتے، اگر اس کے معنی مطلق لیں اور کہیں کہ آخرت میں بھی دیدار کا یہی حکم ہے تو حضرت موسیٰ کی تمنا باطل ہو جائے گی اور موسیٰ کے متعلق ایسا اعتقاد باطل ہے۔ غرض اس سے ثابت ہوا کہ رویت ممکن ہے

رویت کے وقوع کے متعلق اعتبارات ہیں:۔

دنیا اور آخرت میں دیدار ممکن ہے۔ اور مذہب اہل سنت کا یہ ہے کہ حضرت رسول کریم صلعم نے شب معراج میں بحالت بیداری چشم سر سے خدا کو دیکھا اور آخرت میں بھی دیکھیں گے، اولیاء کرام

آں حضرت کی اتباع میں خدا کو بحالتِ بیداری بصیرت سے دیکھتے ہیں اور آخرت میں چشم سر سے یعنی بصارت سے دیکھیں گے۔

معتزلہ اور شیعہ کا استدلالِ نفی رویت کی دلیل لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ پر ہے مگر ابصار کے دو معنی ہیں:-

(۱) عقل، یعنی "عقلہا بکنہ ذات و صفاتِ او نرسد و او بکنہ آنہا برسد"

(۲) دید:- معنی ادراک بغایت چیزے رسیدن و غایت چیزے را دریافتن باشد مثلاً ادراک القصی وغیرہ معنی رویت دیدن است نہ ادراک و ذاتِ خدا عزوجل زاں منزہ است کہ آنرا غایت باشد تا دیدہا آنرا دریابند، پس معنی لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ بعدم درک ذات است، و بعدمِ رویت غلط فہمیدہ تمسک می کنند۔۔

رویت کے متعلق بارہ شرائط عقلی یہ ہیں:-

" (۱) سلامت حالتِ قوتِ ادراک (۲) بودن شئ جایز الرویت (۳) بودن شے مقابل بلبیندہ (۴) عدم غایتِ صغر (۵) عدمِ غایتِ قرب (۶) عدم غایتِ بعد- (۷) عدمِ غایتِ لطافت (۸) عدمِ حجاب حائل (۹) عدمِ ضدِ ادراک کہ نوم و غفلت و توجہ بچیزے دیگر است (۱۰) بودن شے روشن بذاتہ (۱۱) متصل شدن شعاع کہ خارج از عین است بمرئی (۱۲) منتقش شدن نمونہ از مرئی در حدقہ رائی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

و بے وجود ایں شروطِ حصول رویت باطل و محال عقل است ____

بدانکہ وجود ایں شروطِ مشروطِ عادیہ است یعنی حق تعالیٰ عادتِ خود جاری کردہ بخلق رویت باوجود ایں شروط و نیز قادر است بر عدم خلق رویت باوجود ایں شروط ثبوت ایں مدعا چہار دلیل نقل است:-

(۱) يَرَوْنَهُمْ مِثْلَيْهِمْ رَأْيَ الْعَيْنِ:- جنگ بدر میں آنحضرت صلعم کی طرف ۳۱۶ اشخاص تھے اور کفار کے ہزار، مگر کافروں کی نظر میں مسلمان دو ہزار دکھلائے گئے۔ "یعنی دو ہزار در چشم کافراں خلق کرد، و ایں شرط موجود نبود"

(۲) وَإِذْ يُرِيكُمُوهُمْ إِذِ الْتَقَيْتُمْ فِي أَعْيُنِكُمْ قَلِيلًا:- کافر زیادہ تھے مگر مسلمانوں کو ان کی تعداد کم دکھلائی گئی

"بیان آنست کہ حق تعالیٰ .... باوجود شرط خلق رویت نکرد"

(۳) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ دونوں تشریف فرما تھے، ابولہب ایذا دینے آیا اور کہا کہ حضرت صلعم کہاں ہیں، شروط موجود تھے، حق تعالیٰ نے رویت، ابولہب کی آنکھ میں پیدا نہ کی۔

(۴) رسولِ کریم جس طرح سامنے سے دیکھتے تھے اسی طرح پیچھے سے بھی دیکھتے تھے۔

اور بعض شروط موجود نہ تھے رویت کے متعلق بہت سی دلیلیں موجود ہیں :۔

(۱) آیۂ کریمہ :۔ وُجُوْہٌ یومئذٍ ناظرۃٌ الیٰ ربھا ناظرۃ :۔ نظر = کے چار معنی ہیں :۔

(۱) اعتبار (۲) بخشش و مہربانی (۳) انتظار (۴) رویت۔

اعتبار = اس لئے نہیں کہ آں جہاں سرائے اعتبار نیست —— و بمعنی بخشش و مہربانی، و ایں از بندہ بخدا روا نہ باشد۔ و انتظار ایں معنی ہم در انجا بار ندہد۔ زیرا کہ در انتظار رنج و ناخوشی است ایں آیت بر سبیل بشارت گفتہ شد نہ کہ بہشت سرائے انتظار باشد —— و نظر بمعنی رویت از لغت بے تاویل ست واضح۔ شیعہ کہتے ہیں "ناظرۃ آنست کہ الیٰ ثواب" ربھا ناظرہ یعنی ثواب حق نگراں باشد و ایں تاویل فاسد است "

حدیث شریف :۔ انکم لترون ربکم یوم القیامۃ کما ترون القمر لیلۃ البدر۔

..... یہ تشبیہ توضیح رویت کے لئے ہے نہ کہ چاند کی طرح مدور دیکھیں گے جو باطل و محال ہے۔

حدیث :۔ سب جنتی جمع ہوں گے، لحنِ داؤدی شروع ہوگا، تسبیح و تہلیل ہوگی، جملہ نعمتوں سے مشرف ہوں گے اس کے بعد تجلی خداوندی سے بہرہ ور ہوں گے۔

حدیث :۔ بعد ادخال جنت حجاب دور ہو جائے گا اور خدا کو دیکھیں گے۔

حدیث :۔ سب سے بڑا جنتی وہ ہوگا جس کو حق کا دیدار دو مرتبہ رات دن میں میسر ہو ....

لیکن یہ رویت بے کیف ہے جس طرح ذات بے کیف ہے۔

آخر میں فرماتے ہیں :۔ رویت تنزیہ جز بہ بصیرت امکان ندارد باستثناء رسولِ کریم صلعم و در خواب ممکن مثلاً حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ را ۔ ۴